امام یحییٰ بن آدمؒ

۱۴۰ھ ـــــ ۲۰۳ھ

تحریر : عبدالرشید عراقی

خراج اسلامی حکومت کی آمدنی کا ایک اہم شعبہ ہے۔ اس کا قیام عہدِ رسالت میں ہو چکا تھا۔ عہد صدیقی میں اس میں کوئی خاص پیش رفت نہ ہوئی۔ عہد فاروقی میں اس شعبہ کو منظم کیا گیا اور اس کے بعد حالاتِ زمانہ کے مطابق اس میں اصلاح و ترقی ہوتی رہی، لیکن ۱۵۰ سال تک اس کا کوئی مکمل تحریری دستور مرتب نہ ہوا۔

۱۷۰ھ میں جب ہارون الرشید عباسی خلیفہ ہوا تو اس نے اس کی طرف توجہ کی اور قاضی ابو یوسف کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ خراج سے متعلق ایک کتاب لکھیں۔ چنانچہ قاضی صاحب نے ''کتاب الخراج'' کے نام سے ایک کتاب لکھ کر ہارون الرشید کے سامنے پیش کی۔ امام ابو یوسف کے علاوہ خراج کے موضوع پر دوسرے علماء نے بھی کتابیں لکھیں ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے: ☆ یحییٰ بن آدم کی ''کتاب الخراج'' ☆ ابن عبید کی ''کتاب الاموال'' ☆ ابن رجب کی ''استخراج احکام الخراج''۔

حالاتِ زندگی

امام یحییٰ بن آدمؒ کا سن ولادت ۱۴۰ھ اور سن وفات ۲۰۳ھ ہے۔ بتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی، اس بارے میں اربابِ سیر نے تصریح نہیں کی، لیکن حصولِ تعلیم کے لئے ان کا مکہ، مدینہ، کوفہ وحمص وغیرہ جانے کا ذکر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ جن اساتذہ سے امام یحییٰ بن آدم نے قرآن، حدیث، فقہ اور علومِ اسلامیہ میں استفادہ کیا ان کی فہرست طویل ہے۔ مشہور اساتذہ یہ ہیں: حماد بن سلمہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض، وکیع بن الجراح وغیرہم۔ جس طرح ان کے اساتذہ وشیوخ کی فہرست خاصی لمبی ہے اسی طرح ان کے تلامذہ کی فہرست بھی خاصی طویل ہے۔ مشہور تلامذہ یہ ہیں: اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع بن الجراح، محمد بن عبداللہ بن مبارک وغیرہم۔

علم وفضل کے اعتبار سے امام یحییٰ بن آدم ممتاز مرتبہ ومقام کے حامل تھے۔ حافظ شمس

الدین ذہبی نے ان کو طبقہ سابعہ میں شمار کیا ہے۔اسی طبقہ میں امام شافعی' عبدالرحمٰن بن مہدی اور امام ابوداؤد طیالسی وغیرہ شامل ہیں۔امام ذہبی نے امام علی بن المدینی سے' جن کا شمار مشہور ائمہ حدیث میں ہوتا ہے' روایت کی ہے کہ حدیث کی سند کا مدار زیادہ تر چھ آدمیوں پر ہے۔اہل مدینہ میں ابن شہاب زہری' اہل مکہ میں عمرو بن دینار' اہل بصرہ میں قتادہ اور یحییٰ بن ابی کثیر' اہل کوفہ میں ابواسحاق اور اعمش۔ پھر ان چھ کا علم بارہ آدمیوں میں پھیلا۔اہل مدینہ میں امام مالک اور ابن اسحاق' اہل مکہ میں ابن جریج اور ابن عیینہ' اہل بصرہ میں سعید بن ابی عروبہ وحماد بن سلمہ وابوعوانہ وشعبہ ومعمر' اہل کوفہ میں سفیان ثوری' اہل شام میں امام اوزاعی اور واسط میں ہیثم۔پھر ان ائمہ کا علم تین آدمیوں یحییٰ بن سعید القطان' یحییٰ بن زکریا اور وکیع بن الجراح میں سمٹ آیا۔اور پھر ان تینوں سے یہ امانت عبداللہ بن مبارک' عبدالرحمٰن بن مہدی اور امام یحییٰ بن آدم کی طرف منتقل ہوئی۔(تذکرۃ الحفاظ' ج ا' ص ۲۳۰)

امام یحییٰ بن آدم کے ثقہ و ثابت ہونے پر ائمہ حدیث اور تذکرہ نگار متفق ہیں۔ائمہ حدیث کی متفقہ رائے ہے کہ امام یحییٰ بن آدم ثقہ' صدوق' ثابت' حجت اور قابل اعتماد تھے۔(تہذیب التہذیب' ج ا' ص ۱۰۵) امام یحییٰ بن آدمؒ سیرت و کردار کے اعتبار سے ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔دنیاوی جاہ وجلال سے کوئی تعلق نہیں تھا۔آپ نے چھ خلفاء کا زمانہ پایا' یعنی منصور' ہادی' مہدی' ہارون' امین' مامون' لیکن ان میں سے کسی خلیفہ کے دربار سے تعلق نہیں رکھا اور نہ حکومت کا کوئی عہدہ قبول کیا۔

مسلک

امام یحییٰ بن آدم کے زمانہ تک تقلید شخصی کا دَور شروع نہیں ہوا تھا۔علمائے کرام کتاب وسنت اور آثارِ صحابہ کی روشنی میں اپنی بصیرت کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔امام یحییٰ بن آدم بھی قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ کی روشنی میں فتویٰ دیتے تھے اور مسائل میں ان کا نقطۂ نظر محدثانہ تھا۔

تصانیف

امام نوویؒ نے ''تہذیب الاسماء'' میں ان کی صرف ایک تصنیف ''کتاب الخراج'' کا ذکر کیا ہے۔حافظ ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں انہیں ''**ھو صاحب التصانیف**'' لکھا ہے۔ابن ندیم نے ''الفہرست'' میں کتاب الخراج کے علاوہ ان کی دو اور کتابوں 'کتاب الزوال' اور 'کتاب الفرائض' کا ذکر کیا ہے۔